تاریخِ بلالؑ

مؤذّن بارگاہِ رسالتؐ

رشحاتِ خامہ

علاّمہ مُحمّد حسنین السّابقی النّجفی (مرحوم)

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : تاریخِ بلالؓ
تحقیق : علّامہ محمد حسنین السّابقی النجفی (مرحوم)
ناشر : ون ٹین بکس
کمپوزنگ : ایس۔ایم۔عمران
مطبع : تنویر رضا
پروف ریڈنگ : سید وسیم رضوی
تعداد اشاعت : 1500
سال اشاعت : جنوری 2012
پیشکش : **جامعة الثقلین، ملتان**

ISBN-13: 978-1468114737
ISBN-10: 1468114735

کتاب ملنے کا پتہ: **ون ٹین بکس**
B-8 علی اپارٹمنٹ، SB-7، گلشنِ اقبال
نزد اشفاق میموریل اسپتال، کراچی

ONE TEN BOOKS

Ph: 0092 21 - 34819283, 84
Fax: 0092 21 - 34821053 e-mail: info@onetenbooks.com

تقدیم

علم وعرفان کی دنیا میں عالم ربانی و محقق عدیل علامہ محمد حسنین السابقی النجفی اعلیٰ اللہ مقامہ کا نام کسی تعارف کی احتیاج نہیں رکھتا۔خواہ وہ فتنہ تقصیر کی صورت میں داخلی انتشار کی کوشش ہو یا وفاقی پارلیمان میں فرقہ واریت کے سدباب اوراس سے متعلق صحیح اسلامی نظریہ کی نمائندگی، معارف وفضائل معصومینؑ کی تبیین ہو یا مراقد و ضرائح معصومینؑ کی تحقیق، حقوق بشریت کی تشریح ہو یا علوم عربیہ کی ترویج، شعائر حسینیہؑ کی نظریاتی پاسداری ہو یا عزاداری حسینؑ کی عملی پاسداری، محراب سے علیؑ ولی اللہ کی گونج کے لئے مساجد کی تعمیر ہو یا عزاداروں کے سینوں میں بسی حسینؑ حسینؑ کی صدا کے اجتماع کیلئے حسینیاتؑ وزینبیات کی تعمیر، ترویج علوم اہلبیتؑ کیلئے مدارس کا قیام ہو یا ابناء السبیل وسائلین کی مالی اعانت۔۔۔

ہر ہر مقام پر آپ کی شخصیت آپ کی پوری زندگی میں پوری طرح سے برابر تقسیم نظر آتی ہے کہ آپ کی خدمات آپ کی باقیات کی صورت میں آپ اپنی گواہ ہیں۔سرزمین پاکستان پر آپ کے کثیر تعداد میں قائم کردہ مدارس دینیہ، 33 مساجداور 72امام بارگاہوں میں آج بھی حصول علم ومعرفت کے ساتھ ساتھ نحل ہائے علیؑ، علیؑ علیؑ و حسینؑ حسینؑ کا انگبین ولایت کشید کرنے میں اپنی حیات صرف کررہے ہیں۔اور علمی حوالے سے آپ کی تحریریں خواہ وہ مقصرین وناصبین کے جواب ہوں یا معارف ومراقد کی تبیین وتحقیق، نہ صرف یہ کہ وہ جوابات وتحقیقات کی حدود میں پابند ہیں بلکہ اپنی

ہشت پہلویت کے سبب مذہب حقہ کے دساتیر کی حیثیت رکھتی ہیں اور صدیوں پر محیط ہیں۔آپ کی عارفانہ بصیرت ازمنہ قادمہ کے علمی مسائل کو جناب امیرؑ کے بیٹے جناب حنیفہؑ سے فیض مودت کے سبب ان کی طرح مقابل پر تلوار چلاتے ہوئے دشمن کی آخری صف پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں۔اور آج بھی آپ دشمنان ولایت وعزاداری کے آگے بنیان مرصوص کی طرح کھڑے ہیں۔قرنوں پر محیط آپ کی خدمات ذوالقرنین کی دیوار کی طرح ایستادہ ہیں کہ مقصرین بہ تعداد یاجوج ماجوج بھی خواہ قیامت تک بھی چاٹتے رہیں تو اسے ختم نہیں کر سکتے۔ان شاء اللہ بامر مولاؑ وقت کے ساتھ ساتھ ضرورت کے مطابق علامہ السابقی اعلیٰ اللہ مقامہ کی کتب کی مکرر اشاعت کے ساتھ ساتھ آپ کی غیر شائع شدہ تحریروں کو بھی سامنے لایا جائے گا۔

زیر نظر کتابچہ "تاریخ بلالؑ" بھی آپ کی اعلاء کلمۃ الحق کیلئے کی جانے والی تحقیقی خدمات کا ایک عکس ہے جو پہلی مرتبہ 1984ء میں اس وقت شائع کیا گیا جب چند نام نہاد ملاؤں نے اتحاد کے نام پر ذاتی مفادات کو برلانے کیلئے حضرت بلالؑ پر یہ الزام لگایا کہ آپ نے حضرت علیؑ کی بیعت توڑ کر خلیفہ اول کی بیعت کر لی تھی۔مگر اس مختصر کتابچے نے بزعم خود شیعہ مدارس میں حق چار یار کے نعرے لگا کر سنت عمری کو ہوا دینے والوں کے دھن میں خاک پاشی کر دی،کلمۃ الحق کا ایصال ہوا۔ہم انتہائی ممنون ہیں عزت مآب جناب فرقان حیدری صاحب کے جن کی کاوش سے یہ کتابچہ مکرراً اشاعت پذیر ہوا۔

احقر العباد علی رضا السابقی

جامع الثقلین،ملتان (۲۹ ذی الحجہ۱۴۳۲ھ ق)

ابتدایه

حرف تحسین

بِسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمدلاھلہ والصلوٰۃ علی اھلھا
میرا اسلام ہوشیدائی رسولؐ اور گرویدۂ حق بلالؓ بن رباح حبشی پر جو افقِ غربی سے ایک چمکتے ہوئے ستارے کی طرح نمودار ہوئے اور صحرائے عرب میں اَحَد اَحَد کلمہ توحید کی گونجتی صداؤں میں مست ہوگئے۔ آج تک سرزمینِ عرب کی تپتی ہوئی ریت، جلتے ہوئے سنگریزے۔ اور کفار کی چکیوں کے پاٹ، عاشقِ رسولؐ بے باک ونڈر حبشی غلام کے پختہ عزائم کی گواہی دے رہے ہیں۔ وہ جرم عشقِ رسولؐ میں گرم ریت پر لٹائے گئے۔ وزنی پاٹ پُشت پر رکھے گئے۔ لیکن نہ لات وعزیٰ کے سامنے سر جھکا اور نہ کفار کی اذیتیں انہیں اَحَد اَحَد کے ورد سے روک سکیں۔

وہ مردِ حق تھا جس نے اعلاء کلمہ حق میں ہر جابر کی بات ٹھکرادی۔ یہاں تک کہ جس نے آپ کو آزاد کرایا تھا اس کی بھی بیعت نہ کی اور کہہ دیا کہ میدان خم کا اقرار انکار میں تبدیل نہیں ہوسکتا۔ لیکن کیا ہوا؟ وہ کفار تو مٹ گئے لیکن بلالؓ رہتی دُنیا تک موجود رہیں گے۔

آج بھی کعبہ کے شمال مشرقی جانب ایک قدر آور پہاڑ پر نظر آنے والی مسجد سر اٹھائے شاید اسی مؤذن کی دلسوز صداؤں کی منتظر ہے۔ جس کی آواز فضائے مکہ میں گونجتے ہی ہر مرد وزن کو آبدیدہ کردیتی تھی۔ یہ اسی مرد مجاہد کی سوانح ہے جسے ہمارے عظیم مفکر و محقق ثقتہ المحدثین حجتہ الاسلام والمسلمین علامہ محمد حسنین السابقی نے مرتّب فرمایا اور درایت کی عمیق تہوں سے پرکھ کر اجاگر کیا۔ جسے پڑھتے ہی خُون میں ایک اہتزاز اور رگ وریشہ میں ایک سُرور سا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو آج بھی ایک بلالؓ کی ضرورت ہے۔ اور گویا مشرق بعید سے مغرب اقصیٰ تک کے ماذن لُکنت آمیز زبان سے کلمہ توحید اور شہادتِ رسالت سُننے کو ترس رہے ہیں لیکن عرشہ منبر پر باغ توحید میں چہکنے والا وہ بلبل خوش الحان کہاں مل سکتا ہے۔

علامہ مقبول حسنین الجندی مغفورلہ

پیش لفظ

یوں تو ہر گلدستۂ اذان پر پورے خطہ زمین پر اذان کی صدائیں ہر روز گونجتی ہیں۔مگر اسلام کے پہلے مؤذن اور بارگاہِ رسالت کے مقبول ترین صحابی جناب بلالؓ کی تاریخ تشنۂ تکمیل ہے۔اور بعض نا اہل قسم کے لوگوں نے بلالؓ جیسی عظیم شخصیت کے دامن تقدس پر چھینٹے اڑانے کی کوشش بھی کی ہے۔اِسی جذبہ کے تحت مدّت سے یہ تمنّا تھی کہ جناب بلالؓ کی سوانح حیات پر ایک جامع و مانع رسالہ لکھ دیا جائے چنانچہ صرف ایک شب کی عرق ریزی سے یہ بکھرے ہوئے جواہرات جمع کئے اور سیرت کے ہار میں پُرو دیئے۔تاکہ بلالؓ کی حق پرستی، بے باکی، اخلاص اور حق پرستی پر ہر قربانی دینے کا جذبہ مینار نور کی طرح قیامت تک کے لئے مسلمانوں کے لئے اسوۂ حسنہ ثابت ہو۔اور خود جناب بلالؓ کا فرمان ہے کہ میرے فرمودات اُمت محمدی تک پہنچادو۔اُمید ہے کہ یہ رسالہ ایک تاریخی ضرورت پوری کرے گا۔

الاحقر محمد حسنین السابقی

۱۴ مارچ ۱۹۸۴ء ۔ ملتان

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اسمِ گرامی اور حسب ونسب

بلال بن رباح الحبشی ابوعبداللہ ان کے والد حبشہ کے قیدیوں میں سے تھے۔ والدہ کا نام حمامہ ہے جو کہ نبی جمح کی کنیز تھیں۔ محدث نوری نے کہا ہے کہ آپ کی کنیت ابو عمر یا عبدالکریم تھی (سفینۃ البحار ج ۱ ص ۱۴،)۔ آپ کی ولادت واقعہ فیل سے دس سال بعد ہوئی۔ اور آپ نے تریسٹھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اور آپ کا وصال با ختلاف روایات ۱۷ھ یا ۲۰ھ یا ۲۳ھ میں دمشق میں ہوا۔ اور محققین کے نزدیک آپ طاعونِ عمواس کے سال میں فوت ہوئے۔ جو کہ باتفاق مورخین ۱۸ھ ہے (تاریخ کامل ج ۲ ص ۵۵۸)۔ آپ عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دس برس چھوٹے تھے۔ جبکہ جناب امیرالمومنینؑ سے دس برس بڑے تھے۔ ہجرت کے وقت آپ کی عمر ۴۳ برس تھی۔ (حواشی بشارۃ المصطفیٰ)

حُلیہ مبارک

آپ دراز قد، سیاہ فام، کمرخمیدہ تھے۔ رُخساروں پر نرم بال تھے۔ سر کے بال گھنے تھے۔ سر کے اور ریش کے بال سفید تھے۔ (من لا یحضرہ الفقیہ۔ طبع قدیم صفحہ ۵۹)

قبولِ اسلام

مکہ میں سب سے پہلے آپ نے اسلام کا اعلان کیا۔ آپ اسلام سے قبل امیہ بن خلف کے غلام تھے اور اسلام قبول کرنے پر آپ کو کفار و مشرکین نے المناک اذیتیں دیں۔ اور وہ ان کو دیکھ کر کہتے تھے تمہارا رب لات وعزیٰ ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ نہیں میرا رب اَحَد اَحَد ہے۔ محمد بن اسحٰق نے روایت کی ہے کہ امیہ بن خلف دوپہر کی شدید حُرارت کے وقت آپ کو پشت کے بل مکہ کی وادی میں زمین پر ڈال دیتا تھا۔ اور بڑے درخت کا تنا ان کی پشت پر رکھوا دیتا اور کہتا تھا جب تک تم لات وعزیٰ کو معبود نہیں مانتے اور محمدؐ کے ساتھ کفر نہیں کرتے تم کو یہی سزا دی جاتی رہے گی۔ یہ سب کچھ برداشت کرتے اور اَحَد اَحَد کہہ کر توحید خداوندی کا اقرار کرتے تھے۔

ایک دن آپ اسی حالت میں تھے کہ ابوبکر کا گزر ہوا۔ انہوں نے امیہ بن خلف سے کہا تم اللہ کا خوف نہیں کرتے اس نے کہا تم نے ہی اس کو خراب کر دیا ہے۔ اگر چاہتے ہو تو اس کو عذاب سے نجات دلوا دو ابوبکر نے کہا میرے پاس ایک طاقت ور اور قوی غلام ہے وہ لے لو اور ان کو آزاد کر دو۔ چنانچہ انہوں نے قسطاط نامی سیاہ فام غلام دے کر آپ کو آزاد کرا لیا۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ انہوں نے آپ کو سات اوقیہ یا پانچ اوقیہ کے بدلے آزاد کرایا۔ (الدرجات الرفیضہ فی طبقات الشیعہ صفحہ ۳۶۳ بطع نجف)

حضرت امیر المؤمنینؑ سے والہانہ عقیدت

حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ ابوبکر نے بلالؑ کو دو ۲ سیاہ فام غلام دے کر آزاد کرایا۔ مگر آپ ہمیشہ امیر المؤمنینؑ کی زیادہ تعظیم کرتے تھے۔ بعض مفسدین نے کہا اے بلالؑ تم بڑے ناشکرے ہو۔ تم نے ابوبکر کا مرتبہ کم کر دیا۔ حالانکہ انہوں نے تم کو خرید کر آزاد کر دیا۔ اور علیؑ نے تمہارے بارے میں کچھ بھی نہ کیا۔ مگر تم ابوالحسنؑ کی عزت ابوبکر سے زیادہ کرتے ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں ابوبکر کا احترام حضرت رسول اللہؐ سے بھی زیادہ کیا کروں؟ انہوں نے کہا معاذ اللہ آپ نے کہا جس طرح میرے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ میں ابوبکر کی عزت حضرت رسول اللہؐ سے بڑھا دوں۔ میرے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ میں ان کا احترام جناب امیرؑ سے زیادہ کروں کیونکہ جس طرح رسول اللہؐ افضل خلائق ہیں۔ اسی طرح حضرت علیؑ بھی افضل خلائق ہیں۔ آنحضرتؐ نے ان کے ساتھ عقد مواخات کیا۔ ابوبکر نے خود مجھ سے یہ کبھی نہیں کہا کہ تم میری عزت علیؑ سے زیادہ کیا کرو۔ کیونکہ وہ علیؑ کی فضیلت جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔ وہ جانتے ہیں کہ علیؑ کا حق مجھ پر ان کے حق سے زیادہ ہے۔ ابوبکر نے مجھے اس دُنیاوی عذاب سے بچایا کہ اگر وہ نہ بھی بچاتے تو یہ عذاب برداشت کرنا میرے لئے ثواب کا موجب تھا اور مجھے آخر کار جنّت عدن ہی ملتی۔ اور علیؑ نے مجھے آخرت کے عذاب سے نجات دِلوا دی۔

(بحار الانوار جلد ۶ صفحہ ۷۵۲، سفینۃ البحار جلد اول صفحہ ۱۰۴)

آپ کے فضائل ومناقب

آپ کے متعلق یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

ا:۔ "والذین ہاجروافی اللہ من بعد ما فتنوا لنبوئنہم فی الدنیا حسنۃ واجرالآخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون"

"جن لوگوں نے اللہ کے بارے میں ہجرت کی جبکہ ان کو آزمائش میں ڈال گیا۔ہم ان کو دُنیا میں نیکی کی جگہ دیں گے۔اور آخرت کا اجر بہت بڑا ہے۔کاش کہ لوگوں کو یہ بات معلوم ہوتی"

نصر بن مزاحم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یہ آیت جناب بلالؓ، خباب بن ارت، عائش غلام خویطب بن عبدالعزی کے بارے میں نازل ہوئی۔چونکہ ان بزرگواروں نے مشرکین کی کڑی اذیتوں پر صبر کیا۔

(بحار جلد۶ صفحہ۷۵۶)

ا:۔ابن عبدالبر قرطبی مالکی نے الاستعیاب میں روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "اشتاقت الجنۃ الیٰ علي وعمار وسلیمان و بلال" جنت ان لوگوں کی طرف مشتاق ہے۔علیؑ،عمارؓ،سلمانؓ اور بلالؓ۔

(رجال بحر العلوم جلد۲ صفحہ۷۷ طبع نجف اشرف)

۲:۔ ابوبصیر نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔"ان بلالاً کان عبداً صالحاً فقال لا أوذّن بعد رسول الله فترك يو مئذ حی علیٰ خیر العمل "۔ تحقیق بلال نیک عہد تھے۔انہوں نے فرمایا کہ میں آنحضرتؐ کے بعد کسی کے لئے بھی اذان نہ دوں گا۔اسی وجہ سے اذان میں حی علیٰ خیر العمل متروک ہوگیا۔

(من لایحضرہ الفقیہہ صفحہ۱۸۴/ج۱)

۳:۔ خاوندشاہ ہردی نے تاریخ روضۃ الصفا جلددوم ۲۰۱ طبع لکھنوٗ روایت کی ہے کہ بلال نے مقام غدیرخم میں حی علیٰ خیر العمل کی ندادی اور لوگ جمع ہوگئے۔پھر آنحضرتؐ نے خطبۂ غدیر ارشادفرمایااور ولایت علیؑ کا اعلان کیا۔

۴:۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں" کان بلال عبدًا صالحاً " بلال نیک سیرت شخص تھے۔ (رجال کشی صفحہ۲۶)

۵:۔ شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جناب امام جعفرصادقؑ نے ایک شامی سے کہا۔"اول من سبق الی الجنۃ بلال قال الرجل لم قال لانہ اول من اذن"۔سب سے پہلے جنت میں بلال داخل ہوں گے۔اس نے کہا کیوں؟ آپ نے فرمایا کیوں کہ انہوں نے سب سے پہلے اذان دی۔ (کتاب تہذیب الاحکام)

۶:۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔" ان بلال کان یُحبنا اھل البیت " ۔
بلال ہم اہل بیت سے محبت کرتے تھے۔ (سفینۃ البحار جلد ۱ صفحہ ۱۰۴)
۷:۔ ابن سعد نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ان کا عقد بنی عبدالبکر قبیلہ کی ایک خاتون سے کیا۔ اوران کو بشارت دی کہ وہ ایک جنتی مومن سے رشتہ کرنے کا شرف حاصل کررہی ہیں۔ (بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۶۸ طبع نجف)
۸:۔ آپ کا عقد مواخات آنحضرتؐ نے ابوعبیدہ بن حارث بن مطلب سے قرار دیا۔ (طبقات ابن سعد)
۹:۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: " اول من یشفع فی مومنی الحبشة بلال " ۔
سب سے پہلے جو مؤمنین حبشہ کی شفاعت کریں گے وہ بلال ہیں۔
(سفینۃ البحار جلد ۱ صفحہ ۱۰۴)
۱۰:۔ آیت " مع الشھداء والصالحین " کی تفسیر میں معصومینؑ سے منقول ہے کہ صالحین سے مُراد سلمان ابوذر، مقداد، عمار، بلال اور خباب ہیں۔
(بحار جلد ۹ صفحہ ۴۷)
۱۱:۔ امیہ بن خلف جو بلال کو المناک عذاب دیا کرتا تھا اور دھوپ میں برہنہ پشت زمین پر لٹا دیا کرتا تھا۔ اللہ نے بلال کا انتقام لیا اور یہ ملعون بلال ہی کے ہاتھوں سے جنگِ بدر میں قتل ہوا۔
(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ۔ الاکمال فی اسماء الرجال المطبوع مع المشکوٰۃ صفحہ ۵۸۷ طبع دھلی)

۱۲:۔ صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔اے بلال میں جنت میں تمہارے جوتوں کی چاپ سُن رہا ہوں۔ (بُخاری صفحہ ۵۲)

۱۳:۔ عمر بن خطاب بلال کو سیدّ نا کے لقب سے یاد کرتے تھے۔(صحیح بخاری)

۱۴:۔ عبداللہ بن عمر کا قول ہے۔"رسول اللہ کے مؤذن بلال بہترین شخص ہیں"

(ابن ماجہ صفحہ ۱۴)

بِلال کی تاریخ ساز اذانیں

خدا وند عالم نے جناب بِلال کو جرأت و شجاعت اور قوتِ ایمان عطا فرمائی تھی۔اگر چہ آپ آنحضرتؐ کے زندگی بھر مؤذن رہے اور آپ کی اذان کا وقت بالکل صحیح ہوتا تھا۔ماہ رمضان میں خُصوصی طور پر آنحضرتؐ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

"اذا سمعتم صوت بلال فدعوا الطعام والشراب فقد اصبحتم"۔جب تم بلال کی اذان سنو تو کھانا پینا ترک کر دو اور سمجھ لو کہ صبح کی اذان کا وقت ہو گیا۔

(بحار جلد ۶ صفحہ ۷۳۵)

آپ ویسے تو سفر و حضر میں ہمیشہ آنحضرتؐ کے لئے اذان دیتے رہے اور آپ سب سے پہلے اسلامی مؤذن ہیں۔تاہم آپ کی چند تاریخی اذانوں کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

ا:۔ فتح مکہ کے وقت بیت المکرّم پر اذان:

فتح مکہ کے روز جب ظہر کا وقت ہوا۔تو آنحضرتؐ نے بلالؓ کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دو۔ چنانچہ جب انہوں نے اذان دی تو مکہ شہر کا ہر بت جہاں کہیں تھا۔مُنہ کے بل اوندھا زمین پر گر پڑا۔اور قریش نے کہا۔کاش ہم زمین میں دھنس جاتے اور یہ آواز نہ سُنتے ۔ (سفینۃ البحار جلد ا صفحہ ۱۰۴)

۲:۔ عمرۃ القضاء کے دن کعبہ پر بلالؓ کی اذان:

ے ھ میں جب آنحضرتؐ عمرہ کے لئے صحابہ کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے بلالؓ کو حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی چھت پر اذان دو۔ چنانچہ انہوں نے اذان دی۔ (بحارالانوار جلد ۶ صفحہ ۵۸۳)

۳:۔ آنحضرتؐ کے بعد مدینہ میں اذان:

ابن عساکر نے بسند جیّد روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کے وصال کے بعد جناب بلالؓ مدینہ سے ہجرت کر کے شام میں جا کر سکونت پذیر ہوئے۔آپ کا مکان داریا نامی محلّہ میں تھا۔ایک مرتبہ رات کو عالم خواب میں بلالؓ نے آنحضرتؐ کو دیکھا۔انہوں نے فرمایا اے بلالؓ تم نے یہ کیا جفا کی کیا میری زیارت نہ کرو گے۔بلالؓ خوفزدہ اور غمگین ہو کر جاگے۔اور ناقہ پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف چلے۔

قبرِ رسولؐ پر پہنچ کر خُوب روے اوراپنا چہرہ خاک قبر سے آلودہ کیا۔ جب امام حسنؑ اورامام حسینؑ کوان کی آمد کا عِلم ہوا تو ان کی زیارت کو گئے اور انہوں نے فرمایا اے بلالؓ ہمیں وہی اذان سناؤ جوتم نانا کے زمانہ میں دیا کرتے تھے۔ بلالؓ مسجد نبوی کی چھت پر چڑے گلدستہ اذان پر جا کر اذان شروع کی جب اللہ اکبر، اللہ اکبر کی صدا بلند کی تو مدینہ لرز گیا اور جب اشھد ان محمداً رسول اللہ کہا تو مستوُرات روتی پیٹتی گھروں سے نکل پڑیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضورؐ پھر تشریف لائے ہیں۔ مدینہ کی تاریخ میں کبھی اتنا زیادہ گریہ نہیں ہوا۔ جواُس دن ہوا تھا۔ حتیٰ کہ اذان نامکمل رہ گئی۔ اور حافظ عبدالغنی وغیرہ کا قول ہے کہ بلالؓ نے آنحضرتؐ کے بعد یہی آخری اذان دی۔

(تاریخ وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ جلد اول صفحہ ۴۰۸ طبع مصر)

شیخ صدوقؒ نے اس طرح لکھا ہے کہ بلالؓ نے کہا تھا کہ میں آنحضرتؐ کے بعد کسی کے لئے بھی اذان نہ کہوں گا۔ایک مرتبہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا۔اے بلالؓ میں چاہتی ہوں کہ اپنے بابا کے مؤذن کی اذان سُنوں۔ بلالؓ نے ان کی فرمائش پر اذان شروع کی۔ جب وہ اللہ اکبر کہتے بی بی، بابا کا زمانہ یاد کر کے بے تحاشہ گریہ فرماتی۔ جب وہ اشھدانّ محمداً رسول اللہ پر آئے تو شہزادی نے ایک چیخ ماری اور غش کھا گئیں تو لوگوں نے جا کر روک دیا۔اے بلالؓ بس کرو۔ فاطمہؑ انتقال کر گئیں جب بی بیؑ کو ہوش آیا تو پھر فرمائش کی کہ اے بلالؓ اذان مکمل کرو۔ بلالؓ نے کہا اے سیدۃ النساء مجھے خوف ہے کہ میری اذان سُن کر آپ کی رُوح پرواز نہ کر جائے پس شہزادیؑ نے ان سے درگذر کر دیا۔ (من لایحضرہ الفقیہہ جلد اول صفحہ ۱۹۴ جدید)

زبان میں لکنت:

چونکہ آپؑ حبش کے باشندے تھے زبان پر شین کا لفظ دُرست نہیں آتا تھا اور شین کو سین پڑھتے تھے۔

ایک شخص نے جناب امیرؑ کی خدمت میں عرض کی کہ بلالؑ فلاں شخص سے مناظرہ کرر ہے ہیں اور غلط عربی میں گفتگو کرر ہے ہیں اور عرب ہنس رہا ہے۔آپ نے فرمایا۔" اعـراب الكلام لتقويم الاعمال ما ينفع فلانا اعرابه اذا كانت افعاله ملحونة كماه يضربلا لاّ اللحن اعما له مهذبة احسن تهذيب"۔

(عدۃ الداعی صفحہ۱۹ ابن فہد حلی)

کلام کا درست ہونا اعمال دُرست کرنے کے لئے ہے۔اگر فلاں کے اعمال غلط ہیں تو اس کو صحیح کلام کرنے میں کیا فائدہ اور جب کہ بلالؑ کے اعمال درست اور اخلاق پوری طرح سے مہذب ہیں۔ان کو کلام کی غلطی نُقصان نہیں دے گی۔

(الدرجات الرفیعۃ صفحہ ۳۶۳)

آپ عموماً شین کو سین کہہ دیا کرتے تھے۔اور آنحضرتؐ فرماتے تھے بلالؑ کی سین اللہ کے نزدیک شین ہے۔ (الدرجات الرفیعۃ صفحہ ۳۶۳)

آپ عموماً سفر و حضر میں آنحضرتؐ کے خزانچی تھے۔اور صدقاتِ ثمار میں حضور کی طرف سے کارندے تھے۔آپ کی دیانت وامانت کی وجہ سے آنحضرتؐ نے ان کو بارہا جنت کی بشارت دی۔(الدرجات الرفیعۃ ،مناقب ابن شہر آشوب)

اذان دینے کے فضائل

جناب بلالؑ کی زبانی

عبداللہ بن علی سے منقول ہے کہ میں اپنا مال لے کر بغرض تجارت بصرہ سے مصر جارہا تھا تو میں نے دیکھا کہ راستہ میں ایک سن رسیدہ طویل القامت گندم گوں بزرگ ہیں۔جن کا سر اور ریش سفید ہے۔سیاہ وسفید لباس میں ملبوس تھے۔میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ صاحب کون ہیں؟ انہوں نے بتلایا کہ یہ آنحضرتؐ کے غلام اور مؤذن جناب بلالؑ ہیں۔چنانچہ میں نے ان سے احادیث نقل کرنے کی غرض سے اپنا بیاض اٹھایا اور ان کی خدمت میں جا پہنچا اور سلام کیا۔انہوں نے جواب دیا میں نے کہا مجھے وہ احادیث لکھوا دیئے جو آپ نے جناب رسول اللہؐ سے سماعت فرمائی ہیں۔انہوں نے کہا تم مجھے جانتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں آپ ہی تو رسول اللہؐ کے مؤذن بلال ہیں۔آنحضرتؐ کا نام سُن کر وہ رونے لگے اور میں بھی رو دیا۔ہمیں روتا دیکھ کر لوگ جمع ہو گئے۔انہوں نے فرمایا اے لڑکے تم کہاں کے رہنے والے ہو۔میں کہا میں عراقی ہوں۔انہوں نے فرمایا۔مبارک ہو۔مبارک ہو۔پھر کچھ دیر خاموشی رہ کر انہوں نے فرمایا اے عراقی لکھو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں نے جناب رسول اللہؐ سے سُنا کہ اذان دینے والے لوگ مؤمنوں کے امین ہیں۔ جو کچھ یہ اللہ سے طلب کریں وہ ان کو عطا کرتا ہے۔ اور جس کے بارے میں یہ شفاعت کریں اللہ قبول کرتا ہے۔ میں نے کہا مزید بھی لکھوائیں انہوں نے فرمایا لکھو بسم اللہ لرحمٰن الرحیم میں نے آنحضرتؐ سے سُنا جو مؤمن چالیس برس تک بغرض ثواب اذان دے گا بروز قیامت اللہ تعالیٰ اس کو محشور فرمائے گا جب کہ اس کے نامۂ اعمال میں چالیس سچّے اہل ایمان کے اعمال کے برابر مقبول اعمال درج ہوں گے۔

میں نے کہا اور بھی لکھوائیں۔ انہوں نے فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جو شخص بیس سال تک اذان دیتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کو بروز قیامت محشور فرمائے گا جبکہ اس کے لئے آسمان کے وزن کے برابر نُور ہوگا۔

میں نے کہا اور بھی لکھوائیں۔ انہوں نے فرمایا لکھو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں نے آنحضرتؐ سے سُنا جو شخص دس سال تک اذان دے گا اللہ اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ان کے درجہ میں ٹھہرائے گا۔

میں نے کہا اور لکھوائیں۔ انہوں نے فرمایا۔ میں نے رسول اللہؐ سے سُنا جو شخص ایک سال تک اذان دے گا اللہ اس کو بروز قیامت اس طرح محشور فرمائے گا کہ اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اگر چہ وہ اُحد پہاڑ کے برابر ہوں۔

میں نے کہا اور لکھوائیں انہوں نے فرمایا ہاں یاد رکھو اور عمل کرو اور ثواب سمجھو۔ میں نے جناب رسول اللہؐ سے سُنا۔ جو فی سبیل اللہ ایک نماز کے لئے اذان دے گا جبکہ اس کی نیّت محض از روئے ایمان و قربت خدا ہو اللہ اس کے گذشتہ گناہ معاف کرے گا۔ اور آئندہ اس کو گناہوں سے بچنے کی توفیق دے گا اور جنّت میں اس کو شہداء کے ساتھ جگہ دے گا۔ میں نے کہا اور لکھوایئے اور ایسی خوبصُورت حدیث ہو جو کہ آپ نے آنحضرتؐ سے سماعت فرمائی ہو۔ یہ سُن کر انہوں نے فرمایا اے لڑکے تو نے میرے دل کی رگ کو کاٹ دیا اور پھر رونے لگے اور میں بھی رویا۔ پھر انہوں نے فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں نے رسول اللہؐ سے سُنا۔ جب قیامت کا دن ہوگا اور اللہ تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرے گا تو وہ نوری فرشتوں کو مؤذنین کی طرف بھیجے گا جن کے ساتھ نور کے جھنڈے ہوں گے اور وہ اونٹنیاں لے کر ان کے لئے روانہ ہوں گے۔ ان کی مہاریں سبز زمرّد کی ہوں گی۔ ان کے پاؤں خوشبو دار کستوری کی طرح مہکیں گے پھر اذان دینے والے اُن پر سوار ہو کر آئیں گے۔ ملائکہ ان کی مہاریں پکڑے ہوئے ہوں گے۔ اور یہ بلند آواز سے روئے اور کہا تو نے مجھے میرے حبیبؐ کے واقعات یاد دلا دیئے۔ مؤذنوں کو جنت میں ایسے مکان ملیں گے جن کے متعلق نہ کسی کان نے سُنا۔ نہ کسی کی آنکھ نے دیکھا اگر تم یہ کر سکتے ہو کہ تمہیں اذان دیتے ہوئے موت آئے تو کوتاہی نہ کرنا پھر انہوں نے مجھے جنت کے نظارے کے متعلق احادیث لکھوائیں۔

اور جب لکھوا چکے تو فرمایا جو شخص ان احادیث پر ایمان لائے گا اس کو دُنیا کی طرف رغبت نہ ہوگی۔ پھر مجھے نصیحت کرتے رہے۔ اور عمل کی تلقین کرتے رہے۔ پھر اسقدر دھاڑیں مار کر روئے کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ انتقال کر گئے۔ پھر جب حواس دُرست ہوئے تو فرمایا موت کی تیاری کرتے رہو۔ عمل عمل عمل خبردار عمل میں کوئی کوتاہی نہ ہونے پائے پھر یہ کہتے ہوئے ہم سے جُدا ہوئے۔ کہ اللہ سے ڈرو کہ یہ تمام باتیں اُمتِ محمدؐ تک پہنچادو جو میں نے تم تک پہنچائی ہیں۔ میں نے کہا انشاءاللہ میں اسی طرح آپ کے حکم کی اطاعت کروں گا۔

بلالؑ پر جمانہ بنت زحاف کا ظلم:

جمانہ بنت زحاف نے ایک مرتبہ وادی النعام میں جناب بلالؑ پر شدید ظلم وستم کیا اور اس قدر مارا کہ وہ خُون آلود ہو کر زمین پر گر گئے۔ سلمان وصہیب رومی نے دیکھا تو یقین کرلیا کہ بلالؑ وفات پا گئے۔ یہ روتے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرتؐ نے ان کو رونے سے منع کردیا اور دو ۲ رکعت نماز پڑھ کر پانی کا ایک چلو لیا۔ اور بلالؑ کے مُنہ پر چھڑک دیا۔ یہ فوراً ہوش میں آئے اور آنحضرتؐ کے قدموں کا بوسہ لینے لگے۔ اس زمانہ میں جمانہ کافرہ تھی پھر جب جناب امیر المؤمنینؑ نے اس کے خاندان کے ساتھ جنگ میں فتح حاصل کی اور اس کا سارا خاندان مسلمان ہوگیا۔ اور جمانہ کے شوہر شہاب بن ماذن نے بلالؑ کو دو ۲ کنیزیں اور دو اونٹنیاں پیش کر کے جمانہ کی طرف سے معذرت کی۔

شام کی طرف ہجرت:

ابراہیم تیمی سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ کے وصال کے بعد تدفین ہونے سے قبل بلالؓ نے اذان دی اور جب اشہدانّ محمداً رسول اللہ کہا تو مسجد نبویؐ میں اِس قدر گریہ وزاری کا شور بلند ہوا۔ کہ مدینہ لرز اٹھا۔ جب آنحضرتؐ کی تدفین ہوئی۔ تو ابوبکر نے کہا اے بلال پھر اذان دو۔ اور میرے ساتھ رہو۔ انہوں نے فرمایا میں رسول اللہ کے بعد کسی کے لئے اذان نہ دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے تم کو آزاد کیا تھا اس کی یہی جزاء ہے انہوں نے فرمایا کہ اگر تم نے مجھے اپنے لئے آزاد کیا تا کہ میں تمہارا ساتھ دوں تو یہ ناممکن ہے۔ اور اگر اللہ کے لئے آزاد کیا ہے تو مجھے جانے دو۔ چنانچہ جب ایک قافلہ شام کی طرف چلا تو یہ اس میں شامل ہو گئے اور شام چلے گئے۔

کتاب الاصفیاء کے حوالے سے منقول ہے کہ جب بلالؓ نے ابوبکر کی بیعت سے انکار کیا تو عمر بن خطاب نے ان کا گریبان پکڑ لیا اور کہا ابوبکر کے احسان کا تم نے یہی بدلہ دیا۔ انہوں نے فرمایا میں ابنِ عمِ رسول کی بیعت میدان غدیر خم میں کر چکا ہوں۔ اب کسی کی بیعت نہ کروں گا۔ عمر بن خطاب نے کہا تم ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ شام کی طرف ہجرت کر جاؤ چنانچہ یہ شام روانہ ہو گئے۔

سعید بن مسیّب کی روایت ہے کہ ہے کہ آپ نے شام میں آنحضرتؐ کو خواب میں دیکھا فرماتے تھے کہ اے بلالؑ تم نے ہم سے جفا کی ہے۔ چلو میری زیارت کو چلو جب آپ مدینہ آئے تو لوگوں نے خبر دی کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے انتقال فرمایا ہے۔ آپ چیخ مار کر روئے اور فرمایا اے دُخترِ رسولؐ آپ اتنی جلدی سے بابا سے جا ملیں؟ لوگوں نے اذان کے لئے مجبور کیا۔ اور آپ کی اذان پر اس قدر گریہ ہوا کہ شریف زادیاں پردہ سے باہر نکل پڑیں۔ اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آنحضرتؐ کا آج پھر وصال ہوا ہے آپ نے فرمایا جو آنکھ رسول اللہ پر روئی ہے۔ اس کو جہنّم کی آگ نہ چھوئے گی۔ (الدرجات الرفیعۃ صفحہ ۳٦۷)

بیعت سے واضح طور پر انکار:

ابن ابوالبختری نے روایت کی ہے کہ جب بلالؑ کو مجبور کیا گیا کہ وہ خلیفۂ اول کی بیعت کریں۔ تو انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ اور عمر بن خطاب نے ان کا گریبان پکڑ کر کہا تم ابوبکر کے احسان کی یہی جزاء دے رہے ہو کہ انہوں نے تم کو آزاد کیا اور تم ان کی بیعت سے انکاری ہو۔ انہوں نے کہا کہ اگر ابوبکر نے مجھے اللہ آزاد کیا ہے تو مجھے اس کے لئے چھوڑ دیں۔ اگر کوئی دوسرا مقصد ہے تو میں حاضر ہوں۔ جہاں تک ان کی بیعت کا سوال ہے تو "ماکنت ابایع احداً لم یستخلفه رسول الله وان بیعة ابن عمه یوم الغدیر فی اعنا قنا الیٰ یوم القیا مة فاینا یستطیع ان یبایع علیٰ مولاه "۔

میں کسی بھی ایسے شخص کی بیعت نہ کروں گا۔جس کو رسول اللہ نے خلیفہ نہیں بنایا۔جبکہ ان کے ابن عم کی بیعت یومِ غدیر قیامت تک کے لئے ہماری گردنوں پر قائم ہے۔ہم میں کون ایسا ہے جو اپنے مولا کی موجودگی میں کسی اور سے بیعت کرے۔عمر بن خطاب نے کہا تم ہمارے ساتھ یہاں نہیں رہ سکتے۔پس آپ مدینہ سے شام کی طرف ہجرت کر گئے۔ (الدرجات الرفیعۃ صفحہ ٣٦٧)

لمحہ فکریہ:

علامہ مامقانی تنقیح المقال میں اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ان امتناعه من بيعة ابى بكر اقوى دليل واعدل شاهد علىٰ رسوخ ملكته وقوة ديانته و فضل عدالته "۔بلالؑ کا ابوبکر صاحب کی بیعت سے انکار کرنا قوی ترین دلیل ہے اور شاہد عادل ہے کہ ان کا ملکہ راسخ تھا۔دیانت قوی تھی اور عدالت باعث فضیلت تھی لہذا جامع المنتظر والے حق چار یارے علماء کے لئے مقام عبرت ہے۔کہ جب بلالؑ نے اتنی مصیبتیں برداشت کر کے بھی کسی کی بیعت نہ کی۔مگر خالصی اِزم کے ایجنٹ حضرات امیر المؤمنینؑ کی جبراً قہراً بیعت ثابت کر کے مذہب حقّہ کی بُنیادیں کمزور کر رہے ہیں۔اگر امیر المؤمنینؑ نے جبری بیعت بھی کی ہوتی تو بلالؑ کو یہ کہہ کر ڈانٹ دیا جاتا کہ جب خُود تمہارے مولاؑ ہماری بیعت کر چکے ہیں تو تم کس طرح انکار کر رہے ہو۔

"میں منبر رسول کو خالی نہیں دیکھ سکتا"

شام کی طرف ہجرت کے وقت بلالؓ کا بیان

حاشیہ صحیح بُخاری جلد ۱۴ صفحہ ۵۳۱ میں ہے کہ جب بلالؓ نے شام کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو ابوبکر نے روکا اور کہا میں نے تم کو آزاد کیا تھا۔ تم میرے احسان کی یہی جزاء دیتے ہو۔ انہوں نے کہا اگر تم نے مجھے اپنے نفس کیلئے آزاد کیا ہے تو مجھ کو روک لو اور اگر اللہ کے لئے آزاد کیا ہے تو مجھے جانے دو۔ ابوبکر نے کہا تم مسجد نبویؐ میں بدستور اذان دیتے رہو۔ انہوں نے فرمایا۔ " انی لا اريد المدينة بدون رسول اللّٰه ولا اتحمل مقام رسول اللّٰه خالياً عنه " ۔ میں آنحضرتؐ کے بغیر مدینہ کا ارادہ نہیں کروں گا۔ کیونکہ میں مقام رسول کو خالی دیکھنا برداشت نہیں کر سکتا۔

اگرچہ ابن سعد نے طبقات میں ایک ضعیف سند سے لکھا ہے کہ بلالؓ خلافت عمر بن خطاب تک اذان دیتے رہے۔ مگر ابن عساکر نے متعدد طرق سے لکھا ہے کہ " ولم يؤذن بعد رسول اللّٰه فيما روى الّا مرة واحدة فى قدومه الى المدينة لزيارة النبیؐ " ۔

آنحضرتؐ کے بعد انہوں نے صرف ایک مرتبہ اذان دی جبکہ آپ زیارت کے لئے شام سے مدینہ تشریف لائے تھے۔ لیکن اس اذان پر بھی اس قدر گریہ ہوا کہ اذان اذان نا مکمل رہ گئی۔ (تاریخ وفاء جلد ۲ صفحہ ۴۰۹)

حضرت بلالؑ اور اذان ولایتِ علیؑ

حضرت بلالؓ کی اذان کی خصوصیت تھی کہ وہ آنحضرتؐ کی بتلائی ہوئی پوری پوری اذان کہا کرتے تھے۔ چنانچہ حیّ علیٰ خیر العمل جو کہ اذان کا جزء ہے اور خیر العمل سے مُراد ولایت علی بن ابی طالبؑ کا اعلان ہے آپ نے ہی میدان غدیر خم میں اس کی نداء دی جیسا کہ ہم روضہ الصفاء کے حوالہ سے نقل کر چکے ہیں۔ نیز جواہر الاخبار جلد دوم صفحہ ۱۹۱ طبع مصر میں جناب امیرؑ سے منقول ہے کہ " امر بلالاً ان یوذن حّی علیٰ خیر العمل " ۔ جناب رسالت مآبؐ نے بلالؑ کو حکم دیا کہ وہ اذان میں حی علیٰ خیر العمل کہا کریں۔ اسی طرح آنحضرتؐ کے ایک دوسرے مؤذن ابو محذورہ سے بھی منقول ہے کہ "امرنی رسول اللّٰہ ان اقول فی الاذان حّیی علیٰ خیر العمل " مجھے رسول اللہؐ نے حکم دیا کہ میں اذان میں حّیی علیٰ خیر العمل کہا کروں۔

(البحر الذخار صفحہ ۱۹۲ ج-۲)

بلالؑ نے سرکاری طور پر اذان دینے سے انکار کیا جس کی وجہ سے حّیی علیٰ خیر العمل متروک ہو گیا۔ جیسا کہ ہم امام جعفر صادقؑ کا فرمان نقل کر چکے ہیں۔

امام رضاؑ فرماتے ہیں کہ خلیفہ ثانی نے حّیی علیٰ خیر العمل کا اذان سے اس لئے اخراج کیا تا کہ ولایتِ علی کی ترغیب نہ ہو اور واقعہ غدیر خم کی یاد لوگوں کے ذہنوں سے مٹ جائے۔

(وسائل الشیعہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۵)

جیسا کہ آج بھی پروانہ اعتراف بیعت امیرؑ پر دستخط کرنے والے شیعہ نما مولوی حضرات بھی غدیر خم کے پسِ منظر پر خاک پاشی کرنے میں مصروف ہیں کہ بزعمِ خود شیعوں کے مرکز مدرسہ سے حق چار یار کے نعرے بلند کروا کے سنت عمری کو زندہ کر رہے ہیں۔

جناب بلالؑ کے مختلف واقعات

(۱)

جنابِ بلالؑ نے حبش کی زبان میں آنحضرتؐ کی مدح میں یہ اشعار کہے

ارہ برّہ کنکرہ

کراکری مندرہ

آنحضرتؐ نے حسان بن ثابتؓ سے فرمایا کہ تم ان اشعار کا عربی میں ترجمہ کرو۔انہوں نے یوں ترجمہ کیا۔

اذالمکارم فی آفاقناذ کرت

فانما بک فینا یضرب المثل

جب ہمارے علاقوں میں خوبیوں کا ذکر ہوتا ہے۔

تو آپ کی ذات کو بطور مثال پیش کیا جاتا ہے۔

(۲)

ایک روز آنحضرتؐ بلالؓ کے منتظر رہے مگر بلالؓ اذان کا وقت گزر جانے کے بعد مسجد میں تشریف لائے۔آپؐ نے بلالؓ سے پوچھا۔اے بلالؓ آج کیوں دیر سے آئے۔انہوں نے کہا۔ میں فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دولت سرا میں چکی پیسنے میں مصروف تھا اسی وجہ سے دیر ہوگئی۔آپ نے فرمایا اے بلالؓ تم پر اللہ رحم کرے تم نے میری بیٹی پر رحم کیا ہے۔

(۳)

ایک دن آنحضرتؐ نے بنی اشجع قبیلہ کی ایک بوڑھی عورت سے فرمایا بوڑھی عورتیں جنت میں نہ جائیں گی۔ بلالؓ نے اس کو روتا ہوا دیکھا تو آنحضرتؐ کو اس کا حال بیان کیا۔حضورؐ نے فرمایا اے بلالؓ سیاہ فام لوگ بھی جنت میں نہ جائیں گے۔ یہ دونوں رونے لگے۔ان کو روتا دیکھ کر آنحضرتؐ کے سن رسیدہ چچا عباس بن عبدالمطلب نے آنحضرت کو ان کے رونے کی خبر دی۔ حضورؐ نے فرمایا۔اے چچا بوڑھے لوگ بھی جنت میں نہ جائیں گے۔ یہ بس رونے لگے تو آنحضرتؐ نے ان کو تسلی دے کر فرمایا بوڑھیاں اور بوڑھے جوان بن کر اور سیاہ فام سفید رُو اور نورانی شکل کے ساتھ جنت میں جائیں گے پس یہ سب خُوش ہوگئے۔

(۴)

جب بلالؓ اذان میں اشہدان محمداً رسول اللہ کہتے تھے تو ایک منافق کہتا تھا جھوٹا جل جائے۔ چنانچہ ایک رات وہ چراغ دُرست کرنے لگا تو اس کی انگلی میں آگ لگ گئی۔ اور بجھانے کی کوشش کی تو نا کام ہوا۔ حتیٰ کہ سارا بدن جل کر راکھ ہو گیا۔

(مناقب ابن شہر آشوب)

(۵)

آنحضرتؐ کے ساتھ آپ تمام غزوات میں شریک ہوئے حتیٰ کہ جنگِ بدر کا معرکہ بھی دیکھا۔ جیسا کہ ابن حجر نے تہذیب التہذیب جلد ا صفحہ ۵۰۲ بیان کیا ہے۔ مگر آنحضرتؐ کی وفات کے بعد ۱۸ھ تک شام میں گوشہ نشیں رہے شیخین کا زمانہ خلافت پایا مگر کسی کے ساتھ کسی جنگ میں شرکت نہ کی۔ یہ آپ کا حکومت کے خلاف خاموشی احتجاج تھا ورنہ آپ ہرگز روضۂ رسولؐ کی مجاورت ترک نہ کرتے۔ حالانکہ آپ ہر سال ایک بار مدینہ منورہ آنحضرتؐ کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے۔ (اعیان الشیعۃ جلد ۱۴ صفحہ ۱۵۷۔ الدرجات الرفیعۃ فی طبقات الشیعہ صفحہ ۳۱۷)

(۶)

جب آنحضرتؐ وضوفرمالیتے تو وضو سے بچا ہوا پانی بلالؓ باہر لے آتے اور لوگ برکت کے لئے اس پانی کو منہ پر مل لیا کرتے تھے۔اور جو محروم رہتا وہ پانی لینے والے لوگوں کے گیلے ہاتھوں کو اپنے چہرے پر مل لیتا۔اور یہی حال جناب امیرؑ کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے ہوتا تھا۔ (بحار جلد۶ صفحہ۳۱۳)

(۷)

آپ آنحضرتؐ کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک ہوئے (الاکمال)اور شجاعت و جرأت کے نمایاں جوہر دکھائے۔

وفات اور مدفن

آپ کا انتقال ۶۳ برس کی عمر میں طاعون عمواس کے سال 18ھ میں شام میں ہوا جیسا ذہبی نے تحقیق کہ ہے اور مجیرالدین جنبلی نے الانس الجلیل میں سن 19ھ لکھا ہے۔آپ کا مزار مقبرہ باب الصغیر دمشق میں زیارت گاہ خلائق ہے۔آپ نے جناب امیرؑ کی خلافت ظاہری کا زمانہ نہیں پایا۔اگر چہ تمام آئمہ کی نگاہ میں آپ کا مقام بلند ہے۔سب نے مدح لکھی ہے۔مؤمنین سے پُر زور سفارش ہے کہ جب شام جانے کا اتفاق ہو تو اس عظیم المرتبت صحابی کی زیارت کے شرف سے ضرور مشرف ہوں"۔

مشتے از تحقیقات علامہ السابقی النجفی اعلی اللہ مقامہ

جواہر الاسرار فی مناقب الآئمۃ الاطہار

رسوم الشیعۃ فی میزان الشریعۃ

قواعد الشریعۃ فی عقائد الشیعۃ (۴ جلدیں)

شہادت ثالثہ در اذان و اقامت وتشہد نماز

شمشیر مسموم فی رد عقد ام کلثوم

مرقد العقیلۃ زینب علیہا السلام (عربی)

برہان الایمان فی معرفۃ صاحب الزمان

مسافرہ شام

فرقہ واریت اور اس کا سد باب

ولایت از دیدگاہ قرآن (ترجمہ: فارسی از عربی)

مصباح الہدایۃ الی الخلافۃ والولایۃ (ترجمہ: اردو از عربی)

تاریخ حوزہ علمیۃ نجف اشرف (زیر طبع)

حضرت ابوذر غفاریؓ کا نظریہ اقتصاد (غیر مطبوعہ)

فرمانِ حضرت بلالؑ

"امیرالمومنینؑ کے سوا میں کسی کی بیعت نہ کروں گا۔ ان کی بیعت قیامت تک ہماری گردنوں پر قائم ہے"۔

(الدرجات الرفیعۃ)

خالصی نقطۂ نظر کے حامی علماء جو جناب امیرؑ کی جبری اکراہی بیعت ثابت کرنے پر دستخط اور مہر ثبت کر چکے ہیں وہ جناب بلالؓ کے عزم واستقلال اور جرأت مندانہ اعلاء کلمۃ الحق سے درس عبرت حاصل کریں۔

تتمّہ

حضرت بلالؓ کے مختلف فضائل ومناقب

شیخ مفیدؒ نے الاختصاص صفحہ ۶۸ طبع نجف فرمایا ہے "کان بلال موذن رسول الله فلما قبض رسول الله لزم بيتة ولم يوذن لاحد من الخلفاء وقال فيه جعفر بن محمد رحم الله بلالاً فانّه كان يحبنا اهل البيت "۔

جناب بلالؓ آنحضرتؐ کے مؤذن تھے۔اورآنحضرتؐ کے وصال کے بعد گوشہ نشین ہوگئے۔اور کسی خلیفہ کے مؤذن نہیں بنے۔ان کے بارے میں امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ اللہ بلالؓ پر رحم کرے وہ ہم اہلبیتؑ سے محبت کرتے تھے۔

مستدرک سفینۃ البحار جلداول صفحہ ۳۴۲ میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے۔ "يحشر بلال علىٰ ناقة من نوق الجنة يوذن ماذا نادى كسى حلة من حلل الجنة" ۔

بروز قیامت بلالؓ جنت کی ایک اونٹنی پر سوار ہوکر محشور ہوں گے۔جب کہ وہ اذان دیتے ہوئے تشریف لائیں گے۔اور جب وہ ندا اذان دیں گے توان کو جنت کی پوشاکوں میں سے حلّہ پہنایا جائے گا۔

آیۃ اللہ سیّد محمد شیرازی نے عبادات الاسلام میں لکھا ہے کہ آنحضرتؐ جب کسی پریشانی میں مبتلا ہوتے اور نماز کا وقت آجاتا تو بلالؓ سے مخاطب ہوکر فرماتے۔ارحنا یا بلالؓ ۔اے بلالؓ اذان دوتاکہ نماز پڑھنے سے ہمیں پریشانی سے نجات حاصل ہو۔